ہو کہ یہ روایت کس نے وضع کی ہے تو تمام سلسلہ ہائے اسناد سے مرکزی راوی معلوم کیا جائے، یہ اُسی کی کارستانی ہے۔ نیز سلسلہ ہائے اسناد کو متون کے ساتھ کیف ما اتفق ملا دیا گیا۔ بعد کے دور میں سلسلہ ہائے اسناد کو زیادہ مرتب اور مدون کیا گیا اور ان میں خالی جگہیں بھر دی گئیں۔

مستشرقین کے منہج تحقیق حدیث کو مغرب میں قبولیت عامہ حاصل ہوئی اور اسلامی دنیا میں بھی بہت سے لوگ اس سے متاثر ہوئے۔ اس کے ردِ عمل میں متعدد اسلامی سکالرز بالخصوص فواد سزگین، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی اور ڈاکٹر حبیب الرحمٰن اعظمی نے مذکورہ بالا مفروضات کا تحقیقی جواب دیا، لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ مستشرقین کے یہ اعتراضات محدثین کے اصولِ حدیث پر وارد ہوتے ہیں۔ حنفیہ اور مالکیہ کے اصولِ حدیث پر ان سے کوئی آنچ نہیں آتی، کیوں کہ اگر یہ بات مان لی جائے کہ متداول کتبِ حدیث دوسری اور تیسری صدی کا کلچر تھا تو یہ وہی چیز ہے جسے امام مالک "من السنة" اور "الامر عندنا" کہہ کر تعبیر کرتے تھے اور یہی حنفیہ کا متدل ہے اور یہ وہی کلچر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً رائج کر دیا تھا۔

اس ساری صورت حال کا مداوا صرف اور صرف اس طریقے سے ہو سکتا ہے کہ حنفیہ کے اصولِ حدیث کو الگ سے اس طرح مدلل اور شستہ انداز میں بیان کیا جائے کہ تاریخ کا سارا گرد و غبار ڈھل جائے۔ جناب پروفیسر عمار خان ناصر مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے دورِ حاضر کے احناف کے ذمے جو قرض تھا، اسے انتہائی علمی، مدلل، واضح اور شائستہ انداز سے ادا کر دیا۔ لگ بھگ ایک سو صفحات میں حنفی منہجِ اجتہاد میں احادیث و آثار کی اہمیت پر گفتگو کی گئی اور یہ ثابت کیا گیا کہ حنفی متدلات میں آثار و روایات کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اور مثالوں سے واضح کیا گیا کہ حنفیہ کے بارے میں یہ خیال غلط ہے کہ وہ قیاس کی بنا پر حدیث کو ترک کر دیتے ہیں جب کہ امر واقعہ یہ ہے کہ حنفیہ نے نہ صرف احادیث بلکہ آثارِ صحابہ کو بھی متدل قرار دیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے بتایا کہ حنفیہ کی تحقیق اور رد و قبول حدیث کے معیار وہی ہیں جو فقہاء صحابہ کرام سے منقول ہیں اور اگر درایت کی بنا پر صحابہ کرام کا دوسرے صحابہ کرام کی بیان کردہ روایات کا ترک یا ان پر نقد قابل اعتراض نہیں تو وہی معیار حنفیہ نے اختیار کیا ہے، ان پر تنقید کا کیا جواز ہے؟ کتاب کا یہ حصہ بہت اہم ہے جس میں صحابہ کے ایک دوسرے کی روایات قبول نہ کرنے کے واقعات و اسباب بیان کیے گئے ہیں۔ اس بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ ایک دوسرے پر دانستہ دروغ گوئی کا الزام نہ لگانے کے باوجود وہم راوی اور فہم راوی کو زیر بحث لا کر بعض روایات کو رد کر دیتے تھے۔

میرے خیال میں اس موضوع کے زیر عنوان اس امر پر بھی غور کرنا چاہیے جسے جصاص نے الفصول فی الاصول میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک ہی مجلس میں احادیث نبویہ اور وہب بن منبہ سے سنی ہوئی باتیں بیان کیا کرتے تھے اور ان کے شاگرد بعد میں انہیں روایت کرتے ہوئے انتساب نادانستہ گڈمڈ کر دیتے تھے۔ مزید براں اس حوالے سے بھی ایک جامع تحقیقی مطالعے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ فتنہ وضع حدیث کے عہد میں کہیں وضاعین نے مکثرین صحابہ کے اسماء کو اتصالِ سند کے لیے استعمال تو نہیں کیا یا طویل عمر پانے والے صحابہ کرام مثلاً حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طرف ایسی احادیث تو منسوب نہیں کر دی گئیں جن کی ان کی وفات کے بعد کسی دوسرے ذریعے سے

تصدیق کا امکان نہیں تھا؟ مذکورہ بالا امور اس کے متقاضی ہیں کہ الصحابۃ کلہم عدول کے اصول کے تناظر میں اس نقد کی حد بندی کر دی جائے تاکہ ہمارے دور میں پیدا ہونے والی شدت پسندی کا علمی اساس پر تدارک ہو سکے۔

کتاب کا تیسرا حصہ جو لگ بھگ سو صفحات پر مشتمل ہے، حدیث کی تعبیر وتشریح کے اصول پر مبنی ہے اور حنفی اصولِ حدیث کے حوالے سے سب سے اہم ہے۔

کتاب بلاشبہ اس امر کا استحقاق رکھتی ہے کہ اسے دینی مدارس اور رسمی جامعات کے علومِ اسلامیہ کے شعبوں میں درساً پڑھایا جائے۔ میرے خیال میں یہ کتاب امام جصاص کی "الفصول فی الاصول" سے اس اعتبار سے ہم آہنگ ہے کہ انہوں نے قرآنی احکام سے استدلال واستنباط کے لیے پہلے بطور مقدمہ ایک ضخیم کتاب تالیف کی اور انہیں اصول کی بنیاد پر احکام القرآن کی تدوین کی۔ اسی طرح یہ کتاب اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ ان اصول کی بنیاد پر کتبِ سنن یا تشریعی احادیث پر حنفی اصولِ حدیث کے تناظر میں مفصل تحقیقی کام کیا جائے۔

میرے لیے یہ امر باعث مسرت ہے کہ اتنی گراں قدر علمی فکری اور تحقیقی کاوش پر برادر عزیز پروفیسر عمار خان ناصر کو ہدیہ تبریک پیش کروں۔

اہلِ علم وقلم کے لیے عظیم خوشخبری

اشاریہ ماہنامہ برہان دہلی

مرتب: محمد شاہد حنیف

mshanif2010@gmail.com،0333-4128743

اوراقِ پارینہ پبلشرز، لاہور 0321-4148570

کتاب سرائے، اُردو بازار، لاہور+فضلی سنز، اُردو بازار، کراچی

مولانا عتیق الرحمٰن عثمانیؒ اور مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ کے عظیم علمی، دینی، تحقیقی رسالے کے ۶۳ سالوں کے سیکڑوں شماروں میں برصغیر پاک و ہند کے علماءِ کرام، دانشوروں اور دیگر اہلِ علم وقلم کی قرآنیات، علومِ حدیث، فقہ واجتہاد، عبادات، معاشرت، سیاست، سیر وسوانح، شعر وادب، تاریخ اسلام، تاریخ برصغیر پاک و ہند......وغیرہ کے علاوہ سیکڑوں موضوعات پر مشتمل ہزاروں مقالات وکتب سے آگاہی کے لیے موضوع وار اور مصنف وار اشاریہ......

محدود تعداد فوری رابطہ کریں۔ قیمت: ۸۰۰ روپے

محمد بلال فاروقی

ایک سفر اور مولانا طارق جمیل سے ملاقات

۲۹ مارچ ۲۰۱۶ کو العصر تعلیمی مرکز پیر محل میں اختتام بخاری شریف کی تقریب میں شرکت کی غرض سے استاذ محترم مولانا زاہد الراشدی صاحب کے ہمراہ براستہ فیصل آباد پیر محل کے لیے رخت سفر باندھا۔ پہلا پڑاو فیصل آباد تھا جہاں جامعہ مدینۃ العلم کے سرپرست اور استاد گرامی کے قدیم رفیق مولانا قاری محمد الیاس سے ملاقات طے تھی۔ مولانا موصوف جمعیت علمائے اسلام کے پرانے راہ نما تھے، لیکن ۹۰ کی دہائی میں عملی سیاست سے کنارہ کش ہو کر امریکہ منتقل ہو گئے۔ وہاں ڈیٹرائٹ میں ایک تعلیمی ادارہ کی بنیاد رکھی جہاں حفظ وناظرہ اور درس نظامی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ نماز ظہر کے بعد استاذ محترم نے معروف ٹی وی چینل بزنس پلس کے لیے انٹرویو ریکارڈ کروایا جس میں روزنامہ اسلام کے سنئیر رپورٹر جناب ذکر اللہ حسنی بھی موجود تھے۔ دونوں نمائندوں کے مختلف سوالات کا جواب دیتے ہوئے استاذ محترم نے کہا کہ لاہور کے گلشن اقبال پارک میں ہونے والا قومی سانحہ انتہائی تکلیف دہ ہے۔ اس قسم کے سانحات پوری قوم کو کرب کی کیفیت میں لا کھڑا کرتے ہیں۔ استاذ محترم نے کہا کہ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ اس قسم کے واقعات کا تسلسل کے ساتھ وقوع پذیر ہونا کیا ہماری اداروں کی کارکردگی پر سوالیہ نشان نہیں؟ ریاستی اداروں کو ایسے واقعات کی روک تھام کے لیے موثر حکمت عملی اپنانا ہوگی اور ہر معاملے پر بیرونی عوامل کو نظر انداز کر کے دینی مدارس کی طرف الزامات دہراتے رہنے کی روش کو ترک کرنا ہوگا۔

حقوق نسواں بل کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ گذشتہ کئی عشروں سے مسلسل مسلمانوں اور مشرق کے خاندانی نظام کو توڑنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ مغرب آخر کیوں اپنے مسائل اور ماحول کی بنیاد پر بنائے جانے والے قوانین کو ہم پر مسلط کرنا چاہتا ہے۔ مغرب اور ہمارے لبرز کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ مغرب کا اور ہمارا پس منظر بالکل مختلف ہے اور یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ پاکستان کے کسی مسلمان کو اس بات پر آمادہ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اپنے خاندانی معاملات میں قرآن وحدیث کو مدنظر نہ رکھے۔ یہ زمینی حقیقت ہے۔ جب تک آپ اس کو مدنظر رکھ کر قانون نہیں بنائیں گے، ہر قانون کا یہی حشر ہوگا اور اسی طرح کی بے چینی پھیلے گی۔

انٹرویو کے بعد پیر محل کے لیے روانہ ہوئے جہاں حضرت مولانا منیر احمد منور اور حضرت مولانا ارشاد احمد سے ملاقات ہوئی۔ میں نے مولانا منیر احمد کی خدمت میں استاذ گرامی مولانا عمار خان ناصر صاحب کی کتاب فقہائے